مدیر:
ظفر احمد سرور

سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پُر معارف منظوم کلام

معرفتِ حق

آواز آ رہی ہے یہ فونو گراف سے
جب تک عمل نہیں ہے دلِ پاک و صاف سے
باہر نہیں اگر دلِ مُردہ غلاف سے
وہ دیں ہی کیا ہے جس میں خدا سے نشاں نہ ہو
مذہب بھی ایک کھیل ہے جب تک یقیں نہیں
دینِ خدا وہی ہے جو دریائے نُور ہے
دینِ خدا وہی ہے جو ہے وہ خدا نما
جن کا یہ دیں نہیں ہے نہیں ان میں کچھ بھی دم
وہ لوگ جو کہ معرفتِ حق میں خام ہیں

ڈھونڈو خدا کو دل سے نہ لاف و گزاف سے
کمتر نہیں یہ مشغلہ بُت کے طواف سے
حاصل ہی کیا ہے جنگ و جدال و خلاف سے
تائیدِ حق نہ ہو مددِ آسماں نہ ہو
جو نُور سے تہی ہے خدا سے وہ دیں نہیں
جو اس سے دُور ہے وہ خدا سے بھی دُور ہے
کس کام کا وہ دیں جو نہ ہووے گرہ کُشا
دنیا سے آگے ایک بھی چلتا نہیں قدم
بُت ترک کر کے پھر بھی بُتوں کے غلام ہیں

The **Ahmadiyya Gazette** and **Annoor** are published by **The Ahmadiyya Movement in Islam, Inc.**
2141 Leroy Place, N.W., Washington DC 20008. Ph: (202) 232—3737
Printed at the Fazl-i-Umar Press and distributed from Athens, OH 45701

Ahmadiyya Movement in Islam, Inc.
P. O. Box 226
CHAUNCEY, OH 45719

NON PROFIT ORG
U. S. POSTAGE
PAID
CHAUNCEY, OHIO
PERMIT # 1

مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہُوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے مِلا ہے!

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیحِ موعود و مہدیٔ معہود علیہ السّلام

"مَیں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دُنیا میں کوئی میرا دُشمن نہیں ہے۔ مَیں بنی نوعِ انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچّوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ مَیں صرف اُن باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچّائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اُصول۔ میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ مَیں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہُوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے مِلا ہے۔ اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ اگر مَیں اپنے ان تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اُس شخص سے زیادہ دولتمند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دُنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے۔ وہ ہیرا کیا ہے؟

سچّا خُدا

اور اس کا حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچاننا اور سچّا ایمان اُس پر لانا۔ اور سچّی محبّت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا اور سچّی برکات اس سے پانا۔ پس اس قدر دولت پاکر سخت ظلم ہے کہ مَیں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں۔ اور وہ بھُوکے مریں اور مَیں عیش کروں۔ یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا۔ میرا دِل ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر کباب ہوجاتا ہے۔ ان کی تاریکی اور تنگ گزرانی پر میری جان گھٹی جاتی ہے۔ مَیں چاہتا ہُوں کہ آسمانی مال سے اُن کے گھر بھر جائیں اور سچّائی اور یقین کے جواہرات اُن کو اتنے ملیں کہ ان کے دامن استعداد پُر ہوجائیں۔

ظاہر ہے کہ ہر ایک چیز اپنے نوع سے محبت کرتی ہے یہاں تک کہ چیونٹیاں بھی اگر کوئی خودغرضی حائل نہ ہو۔ پس جو شخص کہ خدا تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے اُس کا فرض ہے کہ سب سے زیادہ محبت کرے۔ سو مَیں نوعِ انسان سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہُوں۔ ہاں اُن کی بدعملیوں اور ہر ایک قسم کے ظلم اور فسق اور بغاوت کا دشمن ہُوں۔ کسی کی ذات کا دشمن نہیں۔ اس لئے وہ خزانہ جو مجھے مِلا ہے، جو بہشت کے تمام خزانوں اور نعمتوں کی کُنجی ہے، وہ جوشِ محبت سے نوعِ انسان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ .... اور مجھے بتلایا گیا ہے کہ تمام دینوں میں سے دین اسلام ہی سچّا ہے۔ مجھے فرمایا گیا ہے کہ تمام ہدایتوں میں سے صرف قرآنی ہدایت ہی صحت کے کامل درجہ پر اور انسانی ملاوٹوں سے پاک ہے۔ مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسُولوں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پُرحکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھانے والا صرف حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور مجھے خدا کی پاک اور مُطہّر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ مَیں اُس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حَکَم ہُوں۔ یہ جو میرا نام مسیح اور مہدی رکھا گیا ان دونوں ناموں سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مشرف فرمایا۔ اور پھر خدا نے اپنے بلاواسطہ مکالمہ سے یہی میرا نام رکھا۔ اور پھر زمانہ کی حالتِ موجودہ نے تقاضا کیا کہ یہی میرا نام ہو۔ غرض میرے ان ناموں پر یہ تین گواہ ہیں۔ میرا خُدا جو آسمان اور زمین کا مالک ہے۔ مَیں اُس کو گواہ رکھکر کہتا ہوں کہ مَیں اُس کی طرف سے ہُوں۔"

(اربعین ۱ صفحہ ۳)

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

برموقعہ جلسہ سالانہ قادیان۔ بھارت

منعقدہ ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۹۰ء

"پیارے شرکائے جلسہ سالانہ قادیان!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ کا بہت احسان ہے کہ اس نے آپ کو اس عظیم بابرکت اجتماع میں شرکت کی توفیق عطا فرمائی ہے جس کی بنیاد سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ ..... نے ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء کو اس مقدس بستی قادیان میں رکھی تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس پہلے جلسہ میں حاضرین کی تعداد ۷۵ تھی لیکن غالباً اس تعداد میں عورتوں کو شامل نہیں کیا گیا تھا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان کے لئے علیحدہ انتظام ہی شروع نہ ہوا ہو۔ خدا کی تقدیر نے بعد ازاں ثابت فرما دیا کہ جس مبارک وجود نے اس جلسہ کی داغ بیل ڈالی اور اس کے چند مصاحب جو اس جلسہ میں شریک ہوئے ان کا مقام خدا کی نظر میں بہت بلند تھا اور ان کی عاجزانہ راہیں خدا کو پسند آئیں۔ چنانچہ آج جب کہ تقریباً ایک سو سال اس سے پہلے جلسہ کو گزر چکے ہیں اس عرصہ میں دنیا بھر میں اتنے ممالک میں جماعتیں قائم ہو چکی ہیں کہ حاضرین جلسہ کی تعداد سے ان ممالک کی تعداد کہیں زیادہ ہے اور ان میں سے ہر ملک میں ان کے سالانہ جلسوں کے شرکاء کی حاضری بھی ۷۵ سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔ آخری جلسہ جس میں مجھے پاکستان میں شمولیت کی توفیق ملی اس ایک جلسہ میں خدا کے فضل سے ڈھائی لاکھ سے زائد مرد و زن شریک تھے۔ انگلستان کے گذشتہ جلسہ میں بھی ۸ ہزار کے لگ بھگ اور جرمنی کے جلسہ میں ۱۰ ہزار سے زائد حاضری تھی۔

اسی طرح افریقہ اور یورپ اور ایشیا کے بکثرت ایسے ممالک ہیں جن میں ہزارہا کی تعداد میں جلسوں میں شرکت کی جاتی ہے۔ پس خدا کے فضل کے ساتھ

بابرگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں

کا منظر دنیا میں ہر طرف دکھائی دیتا ہے

میری نصیحت آپ کو یہ ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے تعداد میں اتنی برکت دی ہے اور حضرت مسیح موعود کی اس دعا کو غیر معمولی طور پر شرف قبولیت بخشا ہے کہ "اک سے ہزار ہوویں بابرگ و بار ہوویں" وہاں ہمیشہ

اس دعا کے دوسرے حصہ پر بھی آپ کی نظر رہے اور ایسے نیک اعمال بجالائیں کے آپ حضرت مسیح موعودؑ کی روحانی اولاد کے طور پر حضرت مسیح موعود کی نیک تمناؤں پر پورا اترنے والے ہوں اور آپ کے حق میں حضرت مسیح موعود کا یہ منظوم کلام پوری شان سے صادق آئے۔

اہل وقار ہوویں فخر دیار ہوویں

حق پر نثار ہوویں مولا کے یار ہوویں

بیعت لدھیانہ کے ذریعہ ۱۸۸۹ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھوں سے مشیت الٰہی نے جماعت احمدیہ کی بنیاد ڈالی۔ اس عظیم تاریخ ساز واقعہ کی یاد میں جماعت احمدیہ عالمگیر نے ۱۹۸۹ء کو سو سالہ جشن تشکر کے سال کے طور پر منایا۔ پس اگر پہلے جلسہ کی بنیاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے جلسہ تشکر کے انعقاد کا انتظام کیا جائے تو اس کے لئے موزوں سال ۱۹۹۱ء بنے گا۔

احباب جماعت سے میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ میری اس دلی تمنا کو برلانے میں دعاؤں کے ذریعہ میری مدد کریں کہ ہم آئندہ سال جب قادیان میں تاریخی جلسہ تشکر منعقد کر رہے ہوں تو میں بھی اس میں شریک ہوسکوں اور کثرت سے پاکستان کے احمدی احباب بھی اس میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کریں۔

اس دعا کے ساتھ یہ دعا بھی لازم ہے کہ خدا تعالیٰ ہندوستان کو امن عطا فرمائے اور ہندوستان کے شمال و جنوب میں نفرتوں کی جو تحریکات چلائی جارہی ہیں اور ہندوستانی بھائی اپنے ہندوستانی بھائی کے خون کا پیاسا ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ وحشت دور کرے اور سارے ہندوستان کو انسانیت کی اعلیٰ اقدار کے ساتھ وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ہندوؤں، مسلمانوں اور سکھوں اور پارسیوں اور دیگر مذاہب کے سب لوگوں کو اختلاف مذہب کے باوجود ایک دوسرے سے محبت کرنے اور ایک دوسری کا احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ بات سب اہل ہند کے دل میں جاگزیں فرمادے کہ کوئی سچا مذہب خدا کے بندوں سے نفرت کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ مذہب کی صداقت کا نشان یہی ہے کہ بندگان خدا سے رحمت و شفقت کی تعلیم دے۔ یاد رکھیں کہ جو مخلوق سے محبت نہیں کرتا وہ خالق سے بھی محبت نہیں کرتا۔

پس احباب جماعت کو کثرت سے دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ ہندوستان کو اور اسی طرح باقی دنیا کو بھی امن نصیب عطا فرمائے۔ قیام امن کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ عالمگیر کو میں پہلے ہی بارہا نصیحت کرچکا ہوں اب خصوصیت سے ہندوستان کی جماعتوں کو اس طرف متوجہ کر رہا ہوں۔ آئندہ سال کے تاریخی جلسہ کے انعقاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے پہلے سے بھی بڑھ کر ہندوستان کے لئے اور اپنی قوم کے لئے دعائیں بھی کریں اور کوشش بھی۔ خدا تعالیٰ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔ آپ کو ہر قسم کی مشکلات اور مصائب سے نجات بخشے۔ ہر قسم کے خطرات سے بچائے۔ یہ دن جو آپ قادیان میں گزارنے کے لئے آئے ہیں ان کا ہر لمحہ مبارک کرے۔ روحانی فیوض سے آپ کے دامن بھر دے اور روحانی دولت سے مالامال ہو کر آپ خیر و عافیت سے اپنے وطن اور گھروں کو لوٹیں اور جو فیض آپ نے یہاں سے پایا ہے اسے دوسروں تک بھی پہنچانے کی سعادت حاصل کریں۔ والسلام خاکسار

(دستخط) مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع

پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا تازہ منظوم کلام
جو جماعتہائے احمدیہ جرمنی کے جلسہ سالانہ ۱۹۹۰ء کے موقع پر پڑھا گیا

ہم جن راہوں پر مارے گئے وہ مسیح کی روشن راہیں تھیں

جائیں جائیں ہم روٹھ گئے، اب آ کر پیار جتائے ہیں

جب ہم خوابوں کی باتیں ہیں، جب ہم یادوں کے سائے ہیں

اب کس کو بھیج بلائیں گے، کسے سینے سے لگائیں گے

مر کر بھی کوئی لوٹا ہے، سائے بھی کبھی ہاتھ آئے ہیں

کیا قبروں پر رو رو کر ہی، نینوں کی پیاس بجھائیں گے

کیا یوں بھی کسی نے روٹھے یار، منا کر بھاگ جگائے ہیں

جو روتے روتے مند گئیں آنکھیں، گھُل گھُل کر جو چراغ بجھے

اب ان کی پچھلی یادوں میں، کیا بیٹھے نیر بہائے ہیں

جو صبح کا راستہ تکتے تکتے، اندھیروں میں خواب ہوئے

اب ان کے بعد آپ ان کیلئے، کیا خاک سویرے لائے ہیں

ہم نے تو آپ کو اپنا اپنا، کہہ کر لاکھ بُلا بھیجا

پر پھر بھی آپ نہیں آئے، آپ اپنے ہیں کہ پرائے ہیں

اب آپ کی باری ہے تڑپیں، اب آپ ہمیں آوازیں دیں

روتے جاگیں سوتے میں ہنسیں، کہ خواب مِلَن کے آئے ہیں

ہم جن راہوں پر مارے گئے، وہ سچّ کی روشن راہیں تھیں

ظالم نے اپنے ظلم سے آپ، اپنے ہی اُفق دھندلائے ہیں

ہم آبھی بسے ہیں اپنے خوابوں کی سرمد تعبیروں میں

آپ اَب تک فانی دُنیا میں، سپنوں سے دِل بہلائے ہیں

ہر خوشبو اور ہر رنگ کے لاکھوں پھول کھلے ہیں آنگن میں

پھر چند گُلوں کی یادیں کیوں، کانٹوں کی طرح تڑپائے ہیں

ہم سرافراز ہوئے رخصت، ہے آپ سے بھی اُمّید بہت

یہ یاد رہے کس باپ کے بیٹے ہیں کس ماں کے جائے ہیں

مہمان نوازی
سیرت حضرت مسیح موعودؑ کی روشنی میں

مہمان نوازی دین حق کا ایک اہم خلق ہے آنحضرت فرماتے ہیں کہ مہمان کی دعوت کرنے والے کیلئے اللہ تعالیٰ دس فرشتوں کو بھیجتا ہے جو اس کیلئے ایک سال تک استغفار کرتے ہیں۔ دین حق نے جو تصور اور معیار مہمان نوازی کا پیش کیا ہے وہ صرف یہی نہیں کہ کھانا کھلا دیا بس۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہمان نوازی کے بارے میں جو سب سے پہلی اور اولین بات بیان فرمائی وہ اکرام ضیفہ ہے چنانچہ فرمایا من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلیکرم ضیفہ۔ جو کہ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ وہ اپنے مہمان کا احترام کرے۔ یعنی مہمان کی عزت اور اس کا حقیقی احترام کرے کھانا وغیرہ کھلانا تو ضمنی امور ہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ اگر کسی معاشرے میں مہمان نوازی کا عظیم خلق اور شعور پیدا ہو جائے تو اس کے نتیجہ میں مہمان کی خدمت اور طعام و قیام کے انتظامات نہایت احسن طور پر انجام پاتے ہیں۔

پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ بھی ارشاد نبوی کے مطابق مہمان نوازی کی اس بنیادی صفت کو اپنے اندر پیدا کرے اور اس اجر و ثواب کا مستحق ٹھہرے جس کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا کہ جب اللہ انسان کی بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے ایک تحفہ دیتا ہے۔ صحابہ نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ تحفہ مہمان ہے وہ اپنا رزق خود لے کر آتا ہے اور جب وہ رخصت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ گھر والوں کی بخشش کا سامان (اس کی ضیافت و خدمت کے نتیجہ میں) کر دیتا ہے۔ (کنز العمال کتاب الضیافت)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی تعلیم کو حضرت مسیح موعود نے اپنے وجود میں اپنا کر اعلیٰ نمونہ پیش کیا اور مہمان کے اکرام کا پوری پوری طرح خیال رکھا چنانچہ چند واقعات پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ تا کہ ہم بھی آپ کے نقش قدم پر چل کر صحیح "دینی" تعلیم پر عمل پیرا ہو سکیں۔

مہمان کا اکرام

مولوی عبداللہ سنوری صاحب کا بیان ہے کہ "ایک دفعہ حضرت اقدس بیت مبارک کے ساتھ والے حجرہ میں لیٹے ہوئے تھے کہ کھڑکی پر لالہ شرم پت یا شاید لالہ ملاوامل نے دستک دی۔ میں اٹھ کر دروازہ کھولنے لگا مگر حضرت صاحب نے پہلے جا کر دروازہ کا کنڈہ کھول دیا اور پھر اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گئے اور مجھ سے فرمایا آپ ہمارے مہمان ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہمان کا اکرام کرنا چاہیئے۔"

مہمان کی ضرورت کا خیال

قریشی محمد عثمان صاحب نے بیان فرمایا۔ "جب میں حضور سے رخصت ہونے لگا تو فرمایا بٹالہ دو بجے کے قریب پہنچو گے راستہ میں کھانے کا وقت آجائے گا اس لئے یہیں سے کھانا ساتھ کئے دیتے ہیں۔ چنانچہ حضور نے حضرت اماں جان سے کہہ کر کھانا تیار کروا کر ہمارے ساتھ کر دیا۔" (الفضل جلد ۳۰ صفحہ ۲۵۶)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب فرماتے ہیں "ایک بار میں اور میری والدہ قادیان آئے ہوئے تھے ہم واپس ہونے لگے تو حضور ہمارے یکہ پر سوار ہونے کی جگہ تک ساتھ تشریف لائے اور ہمارے راستہ کیلئے کھانا منگوایا۔ وہ کھانا لنگر خانے والوں نے کسی کپڑے میں باندھ کر نہ بھیجا تھا تب حضرت اقدس نے اپنے عمامہ سے قریباً ایک گز کپڑا پھاڑ کر اس

میں روئی کو باندھ دیا۔ (ذکر حبیب از مفتی محمد صادق صاحب صفحہ ۴۵)

مہمان کے جذبات کا خیال

حضرت منشی ظفر احمد صاحب مرحوم کپور تھلوی نے بیان کیا کہ دو شخص منی پور آسام سے قادیان آئے اور مہمان خانہ میں آکر انہوں نے خادمان مہمان خانہ سے کہا کہ ہمارے بسترے اتارے جائیں اور سامان لایا جائے اور چارپائی بچھائی جائے۔ خادمان نے کہا آپ اپنا سامان خود اتروائیں چارپائیاں بھی مل جائیں گی۔ دونوں مہمان اس بات پر رنجیدہ ہو گئے اور فوراً یکہ میں سوار ہو کر واپس روانہ ہو گئے۔ میں نے مولوی عبدالکریم صاحب سے یہ ذکر کیا تو مولوی صاحب فرمانے لگے جانے دو ایسے جلد بازوں کو۔

حضرت مسیح موعود کو اس واقعہ کا علم ہوا تو نہایت جلدی سے ایسی حالت میں کہ جوتا پہننا بھی مشکل ہو گیا حضور ان کے پیچھے نہایت تیز قدم چل پڑے چند خدام بھی ہمراہ تھے میں بھی ساتھ تھا۔ نہر کے قریب جا کر ان کا یکہ مل گیا اور حضور کو آتا دیکھ کر وہ یکہ سے اتر پڑے اور حضور نے انہیں واپس چلنے کیلئے فرمایا کہ آپ کے واپس ہونے کا مجھے بہت درد پہنچا۔ چنانچہ وہ واپس آئے حضور نے یکہ میں سوار ہونے کیلئے انہیں فرمایا کہ ساتھ ساتھ چلتا ہوں مگر وہ شرمندہ ہوئے اور سوار نہ ہوئے۔ اس کے بعد مہمان خانہ میں پہنچے۔ حضور نے خود ان کے بستر اتارنے کیلئے ہاتھ بڑھایا مگر خدام نے اتار لئے حضور نے اسی وقت دو نواری پلنگ منگوائے اور ان پر ان کے بستر کر دیئے۔ ان سے پوچھا کہ آپ کیا کھائیں گے اور خود ہی فرمایا کہ اس طرف تو چاول کھائے جاتے ہیں اور رات کو دودھ کیلئے پوچھا غرض کہ تمام ضروریات اپنے سامنے پیش فرمائیں اور جب تک کھانا نہ آیا وہیں ٹھہرے رہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ ایک شخص جو اتنی دور سے آتا ہے راستہ کی تکلیف اور صعوبتیں برداشت کرتا ہے یہاں پہنچ کر سمجھتا ہے کہ اب منزل پر پہنچ گیا ہوں اگر یہاں آکر بھی اسے تکلیف ہو تو یقیناً اس کی دل شکنی ہو گی ہمارے دوستوں کو اس کا خیال رکھنا چاہیئے۔ (سیرۃ المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ)

مہمان کی خدمت اپنے ہاتھ سے

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا بیان ہے کہ "غالباً ۱۸۹۷ء یا ۱۸۹۸ء کا واقعہ ہو گا۔ مجھے حضرت صاحب نے بیت مبارک میں بٹھایا جو کہ اس وقت ایک چھوٹی سی جگہ تھی فرمایا آپ بیٹھیں میں آپ کیلئے کھانا لاتا ہوں یہ کہہ کر آپ اندر تشریف لے گئے میرا خیال تھا کہ کسی خادم کے ہاتھ کھانا بھیج دیں گے مگر چند منٹ کے بعد کھڑکی کھلی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ اپنے ہاتھ سے سینی اٹھائے ہوئے میرے لئے کھانا لائے ہیں مجھے دیکھ کر فرمایا کہ آپ کھانا کھائیں میں پانی لاتا ہوں۔ بے اختیار رقت سے میرے آنسو نکل آئے کہ جب حضرت ہمارے مقتداء و پیشوا ہو کر ہماری یہ خدمت کرتے ہیں تو ہمیں آپس میں ایک دوسرے کی کس قدر خدمت کرنی چاہیئے۔ (ذکر حبیب از مفتی محمد صادق صاحب صفحہ ۳۲۷)

مہمان سے دلی محبت کا سلوک

حضرت منشی ظفر احمد صاحب بیان فرماتے ہیں کہ "ایک دفعہ میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ حضور بوریئے پر بیٹھے ہوئے تھے مجھے دیکھ کر پلنگ اٹھا لائے میں نے اٹھانا چاہا تو حضور نے فرمایا یہ زیادہ بھاری ہے آپ سے نہیں اٹھے گا فرمایا آپ پلنگ پر بیٹھ جائیں مجھے یہاں نیچے زیادہ آرام معلوم ہوتا ہے۔ مجھے پیاس لگی تھی میں نے گھڑے کی طرف دیکھا وہاں کوئی پانی پینے کیلئے برتن نہیں تھا آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کیا آپ کو پیاس لگ رہی ہے میں پانی پینے کیلئے برتن لاتا ہوں۔ نیچے زنانے میں جا کر آپ گلاس لے آئے پھر فرمایا ذرا ٹھہریئے اور پھر نیچے گئے اور وہاں سے دو بوتلیں شربت کی لے آئے جو منی پور سے کسی نے بھیجی تھیں بہت لذیذ شربت تھا فرمایا

کہ ان بوتلوں کو رکھے ہوئے بہت دن ہو گئے کیونکہ ہم نے نیت کی تھی کہ پہلے کسی دوست کو پلا کر خود پئیں گے۔ آج مجھے یاد آ گیا۔ چنانچہ آپ نے گلاس میں شربت بنا کر مجھے دیا میں نے کہا حضور پہلے اس میں سے تھوڑا سا پی لیں تو پھر میں پیوں گا۔ آپ نے ایک گھونٹ پی کر مجھے دے دیا۔ اور میں نے پی لیا۔ میں نے شربت کی تعریف کی آپ نے فرمایا ایک بوتل آپ لے جائیں اور ایک باہر دوستوں کو پلا دیں۔ آپ نے ان دونوں بوتلوں سے وہی ایک گھونٹ پیا ہوگا۔ (........احمد جلد ۴ صفحہ ۱۱۰)

مہمان نوازی کا عزم

ایک دفعہ بڑی رات گئے ایک مہمان آ گیا کوئی چار پائی خالی نہ تھی۔ اور سب سو رہے تھے حضرت نے فرمایا ذرا ٹھہریئے میں ابھی انتظام کرتا ہوں۔ آپ تشریف لے گئے اور دیر تک واپس تشریف نہ لائے مہمان نے خیال کیا شاید حضرت بھول گئے ہیں اس نے ڈیوڑھی میں جھانکا تو دیکھا کہ ایک صاحب چارپائی بن رہے ہیں اور حضرت خود مٹی کا دیا لئے کھڑے ہیں چارپائی بنی گئی اور مہمان کو دی گئی ادھر مہمان صاحب عرق ندامت میں غرق ہو رہے تھے کہ میں نے آدھی رات کے وقت حضرت کو اس قدر تکلیف دی۔ ادھر حضرت اقدس عذر فرما رہے تھے کہ "معاف کرنا چار پائی لانے میں دیر ہو گئی۔"

مہمانوں کیلئے زیور فروخت کرنا

حضرت منشی ظفر احمد صاحب مرحوم کپور تھلوی نے بیان کیا کہ "ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع پر خرچ نہ رہا ان دنوں جلسہ کیلئے الگ چندہ جمع ہو کر نہیں جاتا تھا حضرت مسیح موعود اپنے پاس سے صرف فرماتے تھے۔ میر ناصر نواب صاحب مرحوم نے عرض کیا کہ رات کیلئے مہمانوں کیلئے کوئی سامان نہیں ہے آپ نے فرمایا بیوی صاحبہ سے کوئی زیور لے کر جو کفایت کر سکے فروخت کر کے سامان لے لیں۔ چنانچہ زیور فروخت یا رہن کر کے میر صاحب روپیہ لائے اور مہمانوں کیلئے سامان بہم پہنچایا۔ (سیرۃ المہدی جلد چہارم)

مہمان کیلئے قربانی
اور ایثار کی بہترین مثال

ابتدا میں مہمانوں کا کھانا حضور کے گھر سے ہی آتا حضور مہمان کی ضرورت کا خیال رکھتے اور ایسا بھی وقوع میں آیا کہ سردی کے موسم میں حضور نے مہمانوں کیلئے اپنا بستر باہر بھجوا دیا اور خود بغیر بستر کے رات گزار دی۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر بہت سے آدمی اپنے ساتھ بستر نہ لائے تھے مہمانوں کیلئے اندر سے بستر منگوانے شروع کئے کارکن عشاء کی نماز کے بعد حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہے حضور بغلوں میں ہاتھ دیئے بیٹھے ہیں ایک صاحبزادہ لیٹا تھا اسے شتری چوغہ اوڑھا رکھا تھا معلوم ہوا کہ آپ نے اپنا لحاف بھی مہمانوں کیلئے بھجوا دیا میں نے عرض کی کہ حضور کے پاس کوئی کپڑا نہیں رہا اور سردی بہت سخت ہے فرمانے لگے مہمانوں کو کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہئیے اور ہمارا کیا ہے رات گزر جائے گی پھر وہ کسی سے لحاف مانگ کر اوپر لے گئے تو حضور نے فرمایا کسی اور مہمان کو دے دو۔ اور باوجود اصرار کے حضور نے وہ لحاف نہ لیا۔ (.....احمد جلد ۴ صفحہ ۱۱۸)

محترم سیٹھی غلام نبی صاحب نے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کی ملاقات کیلئے قادیان گیا سردی کا موسم تھا اور کچھ بارش بھی ہو رہی تھی میں شام کے وقت قادیان پہنچا رات کو جب میں کھانا کھا کر لیٹ گیا اور کافی رات گزر گئی اور قریباً بارہ بجے کا وقت ہو گیا تو کسی نے میرے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔ میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو حضرت مسیح موعود کھڑے تھے ایک ہاتھ میں گرم دودھ کا گلاس تھا اور دوسرے میں لالٹین تھی۔ میں حضور کو دیکھ کر گھبرا گیا مگر حضور نے بڑی شفقت سے فرمایا کہیں سے دودھ آ گیا تھا میں نے کہا آپ

کو دے آؤں۔ آپ یہ دودھ پی لیں۔ آپ کو شاید دودھ کی عادت ہوگی اس لئے یہ دودھ آپ کیلئے لے آیا ہوں۔ سیٹھی صاحب کہا کرتے تھے کہ میری آنکھوں میں آنسو امڈ آئے کہ سبحان اللہ کیا اخلاق ہیں۔ یہ خدا کا برگزیدہ مسیح اپنے ادنیٰ خادموں تک کی خدمت اور دلداری میں کتنی لذت پاتا ہے اور کتنی تکلیف اٹھاتا ہے۔ (سیرۃ المہدی، حصہ سوم)

مہمان نوازی کیلئے حسن نصیحت

حضرت مفتی محمد صادق صاحب بیان فرماتے ہیں "جب میں ۱۹۰۵ء میں ہجرت کر کے قادیان چلا آیا اور اپنی بیوی اور بچوں کو ساتھ لایا اس وقت میرے دو بچے تھے ہم حضور کے رہائشی صحن کے ساتھ والے کمرے میں رہتے تھے۔ اور حضور کے بولنے کی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ ایک شب کا ذکر ہے کہ کچھ مہمان آئے جن کے واسطے جگہ کے انتظام کیلئے حضرت اماں جان حیران ہو رہی تھیں کہ سارا مکان تو پہلے ہی کشتی کی طرح پر ہے اب ان کو کہاں ٹھہرایا جائے۔ اس وقت حضرت مسیح موعود نے اکرام ضیف کا ذکر کرتے ہوئے حضرت بیوی صاحبہ کو پرندوں کا ایک قصہ سنایا چونکہ میں بالکل ملحقہ کمرہ میں تھا اور کمروں کی ساخت پرانے طرز کی تھی۔ جن کے اندر سے آواز با آسانی دوسری طرف پہنچتی رہتی تھی۔ اس واسطے میں نے اس سارے قصہ کو سنا فرمایا دیکھو ایک دفعہ ایک مسافر کو جنگل میں شام ہو گئی وہ ایک درخت کے نیچے رات گزارنے کیلئے بیٹھ رہا اس درخت کے اوپر ایک پرندہ کا آشیانہ تھا پرندہ اپنی ماں کے ساتھ باتیں کرنے لگا کہ دیکھو یہ مسافر جو ہمارے آشیانہ کے نیچے زمین پر آ بیٹھا ہے یہ آج رات ہمارا مہمان ہے اس کی مہمان نوازی کریں اور تو ہمارے پاس کچھ نہیں اس کی سردی دور کرنے کیلئے اپنے آشیانہ کی لکڑیاں نیچے پھینک دیں تا کہ یہ جلا کر سینک لے چنانچہ ایسا ہی کیا پھر مشورہ کیا کہ آگ تو ہم نے اپنے مہمان کو بہم پہنچائی اب ہمیں چاہیئے کہ اسے کھانے کو بھی کچھ دیں اور تو ہمارے پاس کچھ نہیں ہم خود ہی اس آگ میں جا گریں اور مسافر ہمیں بھون کر ہمارا گوشت کھا لے۔ چنانچہ پرندوں نے ایسا ہی کیا اور مہمان نوازی کا حق ادا کیا" (ذکر حبیب از مفتی محمد صادق صاحب صفحہ ۸۵)

حضرت مسیح موعود کی مہمان نوازی کا یہ عالم تھا کہ شروع میں جب مہمانوں کی زیادہ کثرت نہیں تھی اور حضرت مسیح موعود کی صحت بھی نسبتاً بہتر تھی آپ اکثر اوقات مہمانوں کے ساتھ اپنے مکان کے مردانہ حصے میں اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور کھانے کے دوران ہر قسم کی بے تکلفانہ گفتگو کا سلسلہ جاری رہتا تھا گویا ظاہری کھانے کے ساتھ علمی اور روحانی کھانے کا دستر خوان بھی بچھ جاتا تھا ایسے موقعوں پر آپ عموماً ہر مہمان کا خود ذاتی طور پر خیال رکھتے تھے اور اس بات کی نگرانی فرماتے تھے کہ اگر کبھی دستر خوان پر ایک سے زیادہ کھانے ہوں تو ہر شخص کے سامنے دستر خوان کی ہر چیز پہنچ جائے۔ عموماً ہر مہمان کے متعلق دریافت فرماتے رہتے کہ کسی خاص چیز مثلاً دودھ یا چائے یا لسی یا پان کی عادت تو نہیں پھر حتی الوسع ہر ایک کیلئے اس کی عادت کے موافق چیز مہیا فرماتے تھے بعض اوقات اگر آپ کو معلوم ہوتا کہ کسی مہمان کو اچار کا شوق ہے اور اچار دستر خوان پر نہیں تو خود کھانا کھاتے کھاتے اٹھ کر اندرون خانہ تشریف لے جاتے اور اندر سے اچار لا کر مہمان کے سامنے رکھ دیتے۔ اور چونکہ آپ بہت تھوڑا کھانا کھانے کی وجہ سے جلد شکم سیر ہو جاتے تھے اس لئے آپ روٹی کے چھوٹے چھوٹے ذرات اٹھا اٹھا کر منہ میں ڈالتے رہتے تھے تا کہ کوئی مہمان اس خیال سے کہ آپ نے کھانا چھوڑ دیا ہے دستر خوان سے بھوکا ہی نہ اٹھ جائے۔ اللہ اللہ کیا خیال تھا مہمان کا۔

اس طرح جب کوئی خاص دوست آپ کی ملاقات کے بعد واپس جانے لگتا تو بعض اوقات آپ ایک ایک میل یا دو دو میل تک اسے رخصت کرنے کیلئے اس کے ساتھ جاتے اور بڑی محبت اور اکرام اور دعا کے ساتھ رخصت فرماتے اور مہمانوں کے واپس جانے پر آپ کے دل کو اس طرح رنج پہنچتا تھا کہ گویا اپنا ایک قریبی عزیز رخصت ہو رہا ہے چنانچہ مہمانوں کے ذکر میں فرماتے ہیں۔

۱۴
بقیہ صفحہ .... پر

قَولِ سَدِید

(مکرم عبد السلام صاحب طاہر مربی سلسلہ احمدیہ)

سورۃ احزاب کی آیت ۷۱، ۷۲ میں ارشادِ خداوندی ہے کہ

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ٥

اے مومنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور قولِ سدید کہا کرو (کیونکہ تمہارا قولِ سدید) تمہارے اعمال کی اصلاح کر دے گا اور اللہ تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے وہ بہت بڑی کامیابی کو حاصل کر لیتا ہے۔

ترجمہ سے ظاہر ہے کہ یہ آیتِ کریمہ دینِ حق کے ایک بنیادی اور اہم ترین حکمِ الٰہی پر مشتمل ہے اور وہ ہے قولِ سدید کہنا اور بولنا۔ اس حکم پر عمل پیرا ہونے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے یہ واضح ہو کہ قولِ سدید سے کیا مراد ہے؟ سو جاننا چاہیئے کہ قولِ سدید ایسی کامل سچی بات کو کہتے ہیں جس کے اندر سچ ہی سچ ہو۔ اس کے اندر ایک ذرہ بھر بھی جھوٹ، فریب اور افترا نہ ہو۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا ہے کہ

"سدید کہتے ہیں ہر پیچ سے مبرّا، صاف، سیدھی راستی کی بات۔ ممکن ہے ایک بات سچی ہو مگر اس میں پیچ رکھا گیا ہو کہ موقع پر اس سے نکل جائیں گے مگر سدید بات میں اس کی بھی گنجائش نہیں ہوتی اس میں ہر مخفی دھوکے سے اجتناب ہوتا ہے اس لئے فرمایا کہ تم قولِ سدید پر عمل کرو۔" (خطباتِ محمود جلد اوّل ص ۱۱۹)

اس تعریف سے عیاں ہے کہ قولِ سدید میں جتنی تاکید سچ بولنے کی ہے اتنی ہی تاکید جھوٹ سے بچنے کی ہے۔ ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے بڑے احسن انداز میں کاملاً سچائی سے وابستگی اور کلیتہً جھوٹ سے علیحدگی کی تاکید فرمائی ہے اور سچ ہی سچ بولنا مومن کا طرّۂ امتیاز قرار دیا ہے۔

اصلاحِ عمل

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِس آیت میں قولِ سدید یعنی انتہائی سچی بات کی تاثیرات کی بھی

نشان دہی کر دی گئی ہے۔ پہلی برکت اور تاثیر یہ بیان فرمائی ہے "يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ" کہ اس طرح تمہارا سچ بولنا تمہارے اعمال کی اصلاح کر دے گا۔ گویا سچ بولنے کی عادت سے انسان کا تنویر قلب اور تزکیۂ نفس ہوتا ہے اور اسے اعمالِ صالحہ بجا لانے کی توفیق مل جاتی ہے اور ایسا انسان اللہ تعالیٰ کا مقرب، مقبول اور محبوب بندہ بن جاتا ہے کیونکہ قرآن کریم عملِ صالح کی یہ تعریف کرتا ہے کہ "وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ" کہ عملِ صالح انسان کو اللہ تعالیٰ کا مرفوع یعنی مقرب و مقبول بنا دیتا ہے۔ اور اگر انسان سچ کو چھوڑ کر جھوٹ کو اختیار کرے گا تو اعمالِ صالحہ سے محروم ہو جائے گا اور اعمالِ سیئہ و افعالِ شنیعہ اس کا احاطہ کر لیں گے اور وہ بندۂ رحمٰن بننے کی بجائے بندۂ شیطان بن جائے گا۔

مغفرتِ ذنوب

دوسری تاثیر و برکت اس آیت میں یہ بیان کی گئی ہے "يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ" کہ اللہ تعالیٰ سچائی کے طفیل تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔ اس مغفرتِ ذنوب کے دو پہلو ہیں (۱) سچ بولنے کی وجہ سے انسان کے گزشتہ گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا۔ سزا نہیں دے گا۔ (۲) دوسرا پہلو یہ ہے کہ نہ صرف یہ کہ پہلے گناہوں کو معاف کر دے گا بلکہ یہ بھی کہ آئندہ گناہوں کے ارتکاب سے بھی بچا لے گا۔ یہ عظیم الشان برکت صرف سچ پر عمل پیرا لوگوں کو ملتی ہے اور جو لوگ سچ کو چھوڑ کر جھوٹ کو اپنا لیتے ہیں وہ اس برکت سے محروم رہتے ہیں نہ ان کے پہلے گناہوں کی بخشش ہوتی ہے اور نہ ہی وہ آئندہ گناہوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں حتّٰی کہ انجام کار واصلِ جہنم ہو جاتے ہیں۔ پس راست بیانی اور صاف گوئی انسان کو جنت میں پہنچاتی ہے اور کذب بیانی انسان کو دوزخ میں پہنچاتی ہے۔

چنانچہ اس حقیقت کو روشن کرتے ہوئے اصدق الصادقین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور جو انسان ہمیشہ سچ بولے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں صدیق لکھا جاتا ہے اور جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ دوزخ کی طرف لے جاتا ہے اور جو ہمیشہ جھوٹ ہی بولتا رہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کذاب لکھا جاتا ہے۔" (بخاری جلد۲)

فوزِ عظیم

اس آیتِ کریمہ کے آخر میں قولِ سدید کی تیسری تاثیر و برکت کو بیان کیا گیا ہے جیسے فرمایا وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا کہ صدیقیت کا لازمی نتیجہ انوارِ نبوت کا انعکاس

ہے اور ماموریِ زمانہ کو پہچاننا سب سے بڑی کامیابی ہے۔ فرمایا جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ فوزِ عظیم یعنی بہت بڑی کامیابی کو پالے گا۔ گویا قولِ سدید کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسولؐ کی بھی اطاعت حاصل ہوتی ہے جیسے حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہؑ فرماتے ہیں ع

جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

اطاعتِ خدا اور اطاعتِ رسولؐ کے ملنے سے کامل اطاعت ہوتی ہے اور ایسی کامل اطاعت کرنے والا فوزِ عظیم کو پالیتا ہے۔ اِس دُنیا میں بھی وہ کامیاب ہو جاتا ہے اور آخرت میں بھی کامیاب ہوتا ہے حسناتِ دُنیا سے بھی وہ اپنی جھولی بھر لیتا ہے اور حسناتِ آخرت سے بھی مالا مال ہو جاتا ہے۔ یہی فوزِ عظیم ہے جو قولِ سدید کا ثمر ہے۔

جماعت کی ذمہ داری

۲۴۔ نومبر ۱۹۸۹ء کے خطبۂ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پانچ بنیادی اخلاق کی نشان دہی کی اور جماعت کو تلقین فرمائی کہ وہ ان پانچ اخلاق کو اپنے اندر پیدا کریں ان میں سے سب سے پہلا خُلق جو آپ نے بیان فرمایا وہ یہ تھا کہ جماعت کا ہر فرد سچ بولنے کا عادی بن جائے اور جھوٹ سے کُلّیۃً کنارہ کش ہو جائے اور جماعت کی نئی نسل میں سچ کے بیج بوئے جائیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:۔

"سب سے پہلی بات سچ کی عادت ہے۔ آج دُنیا میں جتنی بدی پھیلی ہوئی ہے اس میں خرابی کا سب سے بڑا عنصر جھوٹ ہے..... میرے نزدیک جب تک بچپن سے سچ کی عادت نہ ڈالی جائے بڑے ہو کر سچ کی عادت ڈالنا بہت مشکل کام ہو جاتا ہے..... کوئی شخص صالح نہیں بن سکتا جب تک وہ سچا نہ ہو۔ اِس لئے بہت ہی اہم بات ہے کہ ہم اپنے بچوں کو شروع ہی سے نرمی سے بھی اور سختی سے بھی سچ پر قائم کریں اور کسی قیمت پر ان کے جھوٹے مذاق کو بھی برداشت نہ کریں۔ یہ کام اگر مائیں کر لیں تو باقی مراحل جو ہیں قوم کے لئے بہت آسان ہو جائیں گے......
اِس لئے جماعتِ احمدیہ میں بچپن سے ہی سچ کی عادت ڈالنا اور مضبوطی سے اپنی اولادوں کو سچ پر قائم کرنا نہایت ضروری ہے۔"

> راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہے بھلا ٭ قدر کیا پتھر کی لعلِ بے بہا کے سامنے
> (دُرِّ ثمین)

سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی

اہلِ بیت سے حسنِ معاشرت

•۔ کسی بات میں نکتہ چینی نہ کرتے تھے۔ فراخ دل اور باحوصلہ رہتے۔

•۔ آپ میں غیر معمولی تقویٰ تھا گھر میں، باہر ہر جگہ یکساں حلیم اور خوش مزاج رہتے۔ جو کچھ سامنے آتا کھا لیتے۔

•۔ عورتوں کے مجمع میں سے گذرتے تو کسی طرف نہ دیکھتے۔ بچوں، عورتوں کا کیسا ہی شور و غل ہو ذرا محسوس نہ کرتے اور برابر لکھنے میں لگے رہتے۔ کسی نے پوچھا! حضور کو ایسے شور میں تشویش نہیں ہوتی؟ مسکرا کر فرمایا میں سُنتا ہی نہیں تشویش کیا ہوگی۔

•۔ آپ بچوں کو مارنے اور ڈانٹنے کے سخت مخالف تھے۔ جتنی کوشش بچوں کو سزا دینے میں کی جاتی ہے کاش! اتنی ہی کوشش ان کے لئے دُعا کرنے میں کی جائے ہدایت کا آنا خدا کا فضل ہے۔

•۔ فرماتے کہ میری جائیداد کا تباہ ہونا میرے بچوں کا میری آنکھوں کا میری آنکھوں کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے ہونا مجھ پر آسان ہے۔ بہ نسبت دین کی ہتک کے۔

•۔ فرمایا کہ عہدِ دوستی بڑا قیمتی جوہر ہے اس کو جلدی سے نہ توڑنا چاہیئے۔

چندہ وقف جدید

حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہُ اللہ فرماتے ہیں "کوشش یہ ہونی چاہیئے اس میں تعداد زیادہ ہو۔ کثرت کے ساتھ احمدی بچے، عورتیں، بوڑھے اس میں شامل ہوں اور رقم اتنی رہے عام چندے کے لحاظ سے کہ خاندانوں پر بوجھ نہ پڑے۔ حضور نے اس سلسلے میں مزید فرمایا کہ اس تحریک کے ساتھ میں نئے سال کا اعلان کرتا ہوں اور اس اعلان کے ساتھ میں یہ بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جماعت کی دیگر مالی ذمہ داریوں پر اس کا اثر نہیں پڑنا چاہیئے۔ اس شرط کے ساتھ یہ تحریک کی جارہی ہے کہ کسی جگہ سے بھی یہ شکوہ نہیں پہنچنا چاہیئے کہ آپ نے ایک اور تحریک کر دی تھی۔ اس لئے ہمارے فلاں چندہ میں کسی قسم کی کمی آگئی یا DIVERSION ہو گئی کسی اور طرف اس کے نتیجے میں کمی آگئی ہے۔"

بقیہ از صفحہ 10

مہماں جو کر کے الفت آئے بصد محبت
دل کو ہوئی ہے فرحت اور جاں کو میری راحت
پر دل کو پہنچے غم جب یاد آئے وقت رخصت
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

آخر پر ایک غیر کی رائے ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد کے بڑے بھائی مولانا ابوالنصر مرحوم ۱۹۵۵ء میں حضرت مسیح موعودؑ..... کی ملاقات کے لئے قادیان گئے جو بہت زیرک اور سمجھدار بزرگ تھے۔ قادیان سے واپس آکر انہوں نے اخبار "وکیل" امرتسر میں ایک مضمون لکھا جس میں فرماتے ہیں:

"میں نے کیا دیکھا؟ قادیان دیکھا مرزا صاحب سے ملاقات کی اور ان کا مہمان رہا۔ مرزا صاحب کے اخلاق اور توجہ کا مجھے شکریہ ادا کرنا چاہیئے..... اکرام ضیف کی صفت خاص اشخاص تک محدود نہ تھی۔ چھوٹے سے لے کر بڑے تک ہر ایک نے بھائی کا سا سلوک کیا..... مرزا صاحب کی صورت نہایت شاندار ہے جس کا اثر قوی ہوتا ہے"۔ (مکرم نصیر احمد بدر صاحب۔ مربی سلسلہ احمدیہ)

لازماً خدا کی تقدیر ایک دن تکبّر کا سر توڑ دے گی

تاریخ وقت کے ساتھ ساتھ امریکہ کے مظالم کے داغ دنیا کو نمایاں کر کے دکھاتی رہے گی

یاد رکھو کہ جب تمہاری روحیں خدا کے آستانے پر پگھلیں گی تو دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں کے پگھلنے کے دن آجائیں گے

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۲۲ فروری ۱۹۹۱ء بمقام بیت الفضل لندن سے اقتباس

- عراق -

تکبّر کا سر لازماً ٹوٹے گا

پس یہ کیسی مظلوم سرزمین ہے جہاں ایک دفعہ نہیں، دو دفعہ نہیں، اس سے بھی پہلے تین دفعہ انسانی لاشوں اور جلد وں اور کھوپڑیوں سے مینار تعمیر کئے گئے ہیں تاکہ کسی جابر کے سامنے دنیا کو سر تسلیم خم کرنے پر مجبور کر دیا جائے۔ پس آج جو کچھ عراق میں ہو رہا ہے یہ انہیں باتوں کا اعادہ ہے۔ میں نہیں جانتا کہ آئندہ کیا ہوگا۔ میں نہیں جانتا کہ خدا کی تقدیر کب ان کا تکبّر کا سر توڑنے کا فیصلہ کرے گی لیکن یہ میں جانتا ہوں کہ لازماً خدا کی تقدیر اس تکبّر کا سر توڑے گی لیکن یہ بات میں امریکہ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ کمر جو تمہاری ویٹنام میں توڑی گئی تھی، عراق کے مظالم کے نتیجے میں یہ کمر اب جڑ نہیں سکتی۔ بظاہر تم نے وہاں بھی کھوپڑیوں کا ایک مینار بلند کرنے کی کوشش کی تھی مگر ۲۵، لاکھ ٹن بارود سے جتنی زمین کھودی جا سکتی ہے جتنے گہرے کنوئیں کھودے جا سکتے ہیں اتنے گہرے قعرِ مذلت میں ہمیشہ کے لئے تمہارا نام دفن ہو چکا۔ آئندہ تاریخ میں یہ باتیں زیادہ اُجاگر ہوتی چلی جائیں گی۔ یہ مظالم کے داغ جو تمہارے چہرے پر لگے ہیں آج تمہارے رعب کی وجہ سے اور تمہارے ظلم و ستم کے دبدبے کے نتیجے میں یہ نمایاں کر کے دنیا کو دکھانے کے لئے کسی کے پاس طاقت ہو یا نہ ہو مگر تاریخ بالآخر وقت کے ساتھ ساتھ ان کو زیادہ نمایاں کرتی چلی جائے گی۔ یہ سیاہیاں زیادہ گہری ہوتی چلی جائیں گی۔ پس دوسری نظر سے بھی تو اپنے آپ کو دیکھو۔ باہر تمہاری کیا تصویر بن رہی ہے اور آئندہ تمہاری کیا تصویریں بننے والی ہیں اور جن مقاصد کو لے کر تم اُٹھے ہو ان سے بالکل برعکس کارروائیاں کر رہے ہو۔ امن کی بجائے ہمیشہ کے لئے دنیا کو جنگ میں جھونکنے کے فیصلے کر چکے ہو لیکن اگر امریکہ ان باتوں کو سمجھنے پر آمادہ نہیں جیسا کہ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے۔ اس وقت اپنے تکبّر کے نشے میں اتنی بلند پروازی ہے کہ اپنے ہی بنائے ہوئے فرضی ظلموں کے میناروں کی چوٹیوں پر بیٹھے ہوئے دنیا کا ملاحظہ کر رہے ہیں تو پھر آئندہ کیا ہوگا اور خدا کی تقدیر ان کو کیا دکھائے گی۔ اس کے متعلق میں (اللہ نے چاہا تو) آئندہ خطبے میں کچھ بیان کروں گا اور یہود کو بھی مشورہ دوں گا اور مسلمانوں کو بھی اور باقی دنیا کو بھی۔ آج کا وقت جدید انسانی تاریخ میں انتہائی نازک وقت ہے۔ ابھی وقت ہے کہ ہم اس ظلم اور استبداد کے دھارے کا رُخ موڑ سکتے ہیں۔ ابھی معاملہ اتنا زیادہ ہاتھ سے نہیں نکلا اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر ان مشوروں کو قبول کر لیا گیا جو میں قرآنی تعلیم کے نتیجے میں، اس کی مطابقت میں دنیا کے سامنے پیش کرتا ہوں تو (اللہ نے چاہا تو) اس ظلم کے دھارے کا رخ واپس موڑنے میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن ہماری کوئی حیثیت نہیں ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ ہماری حیثیت صرف عاجز دعاگو بندوں کی حیثیت ہے اور ہماری دعائیں لازماً وہ کام کر سکتی ہیں جو ہماری ظاہری کوششیں بظاہر نہیں کر سکتیں۔ بظاہر کیا ہے فی الحقیقت بھی نہیں کر سکتیں۔ ہماری کوششوں کی کوئی حیثیت نہیں۔ اتنی بھی حیثیت نہیں ہے کہ ہم جو امریکہ کو ایسے الفاظ میں مخاطب کر رہے ہیں اس سے ان کے وجود کا ایک بال بھی کانپے یا ہلے یا اس میں جنبش محسوس ہو۔ اس کے باوجود میں جانتا ہوں اور آپ جانتے ہیں کہ یہ مقدر ہے کہ دنیا کے آخر پر اگر دنیا کی تاریخ کا رُخ موڑنا ہے۔ تو (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کی جماعت کی دعاؤں نے موڑنا ہے......... اور خدا کے عاجز بندوں کی پگھلی ہوئی دعاؤں نے موڑنا ہے

خطبہ (.....) میں حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) یہ لکھتے ہیں کہ یہ مقدر تھا اور ہے اور ایسا ضرور ہوگا۔ آپ فرماتے ہیں جب ..... کی روح آستانۂ الوہیت پر پگھلے گی اور راتوں کو اس کے سینے سے دردناک آوازیں اٹھیں گی تو خدا کی قسم دنیا کی بڑی طاقتیں اس طرح پگھلنے لگیں گی جیسے برف دھوپ میں پگھلتی ہے اور اسی طرح ان طاقتوں کے ہلاک ہونے کے دن آئیں گے اور اُن کے تکبّر کے ٹوٹنے کے دن آئیں گے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) تو آج نہیں لیکن (آپ) کی روح جماعت احمدیہ میں زندہ ہے۔ پس اے (حضرت بانی سلسلہ) کی روح کو اپنے سینوں میں لئے ہوئے احمدیو! خدا کے حضور راتوں کو اٹھو اور اس طرح پگھلو اور دردناک کراہ کے ساتھ اور دردناک چیخوں اور سسکیوں کے ساتھ خدا کے حضور گریہ زاری کرو اور یقین رکھو کہ جب تمہاری روحیں خدا کے آستانے پر پگھلیں گی تو دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں کے پگھلنے کے دن آجائیں گے اور یہ وہ تقدیر ہے جسے کوئی دنیا کی طاقت تبدیل نہیں کر سکتی۔ (ماخذ (.....) روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۳۱۷-۳۱۸)

وصیت جلدی کرو

ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رض

یہ خدا نے ہمارے لئے ایک نہایت ہی اہم چیز رکھی ہے اور اس ذریعہ سے جنت کو ہمارے قریب کر دیا ہے۔ پس وہ لوگ جن کے دل میں ایمان اور اخلاص تو ہے مگر وصیت کے بارہ میں سستی دکھاتے ہیں۔ میں انہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ وصیت کی طرف جلدی بڑھیں۔ انہی سستیوں کی وجہ سے دیکھا جاتا ہے کہ بعض بڑے بڑے مخلص فوت ہو جاتے ہیں انکو آجکل کرتے کرتے موت آجاتی ہے پھر دل کڑھتا ہے اور حسرت پیدا ہوتی ہے کہ کاش یہ بھی مخلصین کے ساتھ دفن کئے جاتے مگر دفن نہیں کئے جا سکتے۔ سب کے دل اس کی موت پر افسوس کر رہے ہوتے ہیں کہ وہ مخلص تھے اور اس قابل تھے کہ دوسرے مخلصین کے ساتھ دفن کئے جاتے مگر ان کی ذرا سی غفلت اور ذرا سی سستی اس میں حائل ہو جاتی ہے۔ پھر بیسیوں ہماری جماعت میں ایسے لوگ موجود ہیں جو دسویں حصہ سے زیادہ چندہ دیتے ہیں مگر وہ وصیت نہیں کرتے۔ ایسے دوستوں کو بھی چاہیئے کہ وصیت کر دیں۔ بلکہ ایسے دوستوں کے لئے تو کوئی مشکل ہے ہی نہیں۔ پھر کئی ایسے ہیں جو پانچ پیسے فی روپیہ چندہ دے رہے ہوتے ہیں اور صرف دمڑی یا دھیلا انہیں وصیت سے محروم کر رہا ہوتا ہے۔ غرض تھوڑے سے تھوڑے پیسوں کے فرق کی وجہ سے ہماری جماعت کے ہزاروں آدمی وصیت سے محروم ہیں اور جنت کے قریب ہوتے ہوئے اس میں داخل نہیں ہوتے۔

پھر بعض لوگ مرض الموت میں وصیت کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ وصیت منظور نہیں ہوتی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے ناپسند فرمایا ہے وصیت وہی ہے جو حیات اور زندگی میں کی جائے اور خیر بشتہ ہو۔ پس دوستوں کو چاہیئے کہ جو وصیت کے برابر چندہ دیتے ہیں اور ایسے سینکڑوں آدمی ہیں وہ حساب لگا کر وصیت کر دیں۔ بعض اگر غور کریں گے تو انہیں معلوم ہوگا کہ صرف ایک پیسہ زیادہ چندہ دینے سے اُن کے لئے جنت کا وعدہ ہو جاتا ہے۔ پس جس قدر ہو سکے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ وصیت کریں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وصیت کرنے سے ایمانی ترقی مزید ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس زمین میں متقی کو دفن کرے گا۔ تو جو شخص وصیت کرتا ہے اُسے متقی بنا بھی دیتا ہے۔

الفضل یکم ستمبر ۱۹۳۲ء

بقیہ صفحہ ۲۰ سے

کرنے کے بعد آمدنی میں سے جو رقم بچے اس پر سال گذرنے کے بعد زکوٰۃ واجب ہوگی۔

8 - CARS, LUXURY BOATS ETC.

ان پر زکوٰۃ نہیں لیکن اگر یہ کاروباری غرض کیلئے ہوں تو ان کی آمدنی پر زکوٰۃ ہوگی۔

9 - CONDOMINIUMS OR APARTMENTS IN RESORT AREAS

اگر ذاتی استعمال کیلئے ہوں تو ان پر زکوٰۃ نہیں اگر کرایہ پر دیئے جاتے ہوں تو آمدنی پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

10 - LIFE INSURANCES

پالیسی ہولڈر کا اس رقم پر تصرف کا اختیار نہیں ہوتا اس لئے جب تک پالیسی MATURE ہو کر پالیسی ہولڈر کو رقم موصول نہ ہو جائے اس وقت تک اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

11 - MONEY MARKET ACCOUNTS

یہ روپیہ کاروباری رنگ میں رکھا جاتا ہے اس لئے اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

جلسہ سالانہ امریکہ ۲۸، ۲۹، ۳۰ جون بروز جمعہ ہفتہ اور اتوار منعقد ہوگا۔
سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی انشاء اللہ شرکت فرمائیں گے

شکریہ احباب و درخواست دعا

(محترم مولانا منیر الدین صاحب شمس ابن خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس)

ہمارے بڑے بھائی جان مکرم و محترم ڈاکٹر صلاح الدین صاحب شمس امریکہ میں 30 اور 31 جنوری کی درمیانی رات کو جبکہ گھر سے باہر کام کی غرض سے گئے ہوئے تھے ہارٹ اٹیک ہونے کے باعث وفات پاگئے انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ آپ کی عمر 57 سال تھی اس سے قبل آپ کے دل کی سرجری ۱۹۸۲ء میں ہوئی تھی اس وقت بھی ہارٹ اٹیک ہونے کی وجہ سے حالت بہت تشویشناک ہو چکی تھی اور 2، 3 مرتبہ آپ کو بجلی کے کرنٹ لگا کر REVIVE کیا گیا تھا ۔

اس موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جبکہ آپ سپین کی مسجد کے افتتاح کے بعد لندن تشریف فرما تھے خاکسار کو فرمایا تھا کہ "میں نے بہت دعائیں کی ہیں اور مجھے اطمینان اور تسلی ہے کہ خدا تعالیٰ انہیں شفا عطا کرے گا۔ اور فضل فرمائے گا" چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد قریباً 9 سال زندگی عطا فرمائی ۔

آپ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے ۔ ہنس مکھ بے حد ہمدرد ، اور دکھ سکھ میں ساتھ دینے والے تھے ۔ تبلیغ کا بہت جذبہ رکھتے تھے اور غیر از جماعت و غیر مسلم احباب سے اکثر مذہبی گفتگو کیا کرتے تھے مختلف سکولوں کالجز اور ہسپتالوں میں جا کر اسلام پر لیکچر بھی دیا کرتے تھے ۔ غیروں میں بھی بہت عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے چنانچہ جس رات وفات ہوئی اسی رات (اگرچہ امریکہ میں ڈاکٹرز بے حد مصروف ہوتے ہیں اور وقت بہت مشکل سے نکالتے ہیں لیکن ۱۰، ۱۵ ڈاکٹرز غیر از جماعت بھائی جان کے گھر افسوس کیلئے پہنچ گئے اور صبح 3½ بجے تک ہمارے بھائی جان کا ہسپتال سے واپسی کا انتظار کرتے رہے ۔ بعد میں بہت سے غیر مسلم ڈاکٹرز اور احباب بھی Funeral Home اور گھر بھی آتے رہے ۔

دو ہسپتال والوں نے جن میں محترم بھائی جان کام کیا کرتے تھے ان کی یاد میں Memorial Service کا انتظام کیا اس موقع پر ایک ڈاکٹر نے بھائی جان کے بارہ میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ وہ ہمارے لئے ڈاکٹری کے پیشہ میں ایک نمونہ تھے

میں نے ان سے سیکھا تھا کہ ڈاکٹر اور مریض کا رشتہ کیا ہونا چاہئے۔ ان کے نزدیک ڈاکٹر کو مریض کا بے حد ہمدرد ہونا چاہئے' محض معالج نہیں۔ اور یہی کامیابی کا راز ہے۔

ایک امریکن احمدی نے خاکسار کو لکھا کہ "ہمیں یقیناً ڈاکٹر شمس صاحب کی وفات کا بے حد صدمہ ہے۔ یہ ہمارے لئے بہت ناقابل تلافی نقصان ہے وہ نہ صرف ہمارے پریذیڈنٹ ہی تھے بلکہ ہمارے مربی، معالج، راہنما بلکہ ہمارے لئے باپ تھے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ہم نے انہیں کسی بھی وقت کسی کام کیلئے بلایا ہو اور وہ نہ آئے ہوں۔ ۳ فروری کو آپ کی نماز جنازہ مقامی مبلغ مکرم مکی عبد الرشید صاحب نے پڑھائی شکاگو جماعت نے ایک مقامی قبرستان میں علیحدہ جگہ لی ہوئی ہے چنانچہ اس جگہ سب سے پہلے محترم بھائی جان کی تدفین ہوئی جس میں سینکڑوں کی تعداد میں احباب شریک ہوئے۔

آپ زائن (ZION) اور اردگرد کی جماعتوں کے پریذیڈنٹ تھے کئی دوست الیگزانڈر ڈوئی کا گھر اور قبر دیکھنے جب زائن جاتے تو باوجودیکہ خود اب رہائش زائن میں نہیں تھی لیکن کوشش یہی کرتے کہ انہیں خود جا کر دکھائیں

خدمت سے بے حد محبت اور عقیدت تھی۔ اور اپنے بچوں کو بھی یہی تعلیم دیتے تھے حضور اقدس کی خدمت میں عقیدت و احترام اور محبت کے جذبات سے پُر خطوط لکھا کرتے تھے اور اکثر دعا کی درخواست کیا کرتے تھے۔ جب بھی خاکسار کو فون کرتے لازماً حضور کی خدمت میں السلام علیکم کہنے اور درخواست دعا کرنے کی تاکید کیا کرتے تھے۔

ہمارے بڑے بھائی ہونے کی وجہ سے ہمارے لئے آپ باپ کی جگہ بھی تھے ہم سب کو ان کی جدائی سے یقیناً بے حد صدمہ ہے لیکن ہم سب خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں اور اسی سے اس کے ہی فضلوں کے امیدوار۔

والدہ محترمہ کیلئے بھی یہ صدمہ بہت شدید ہے انکی صحت کاملہ اور کام والی لمبی عمر کیلئے خاکسار آپ سب کی خدمت میں درخواست دعا کرتا ہے۔

ہماری بھابی جان کے علاوہ بھائی جان نے تین بیٹے عزیزم فاتح، صباح، اور ناصر اور دو بیٹیاں عزیزہ صبیحہ و نادیہ یادگار چھوڑے ہیں صرف بڑی بیٹی کی شادی ہوئی تھی بقیہ چاروں بچے ابھی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ براہ کرم دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر عظیم کی توفیق دے۔ بھائی جان مرحوم کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں نمایاں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

باقی صفحہ ۱۹ پر

روزہ کا پس منظر

دُنیا کے تمام بڑے مذاہب میں
لفظ روزہ مختلف شکلوں میں پایا جاتا ہے
انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں روزہ کے
تحت لکھا ہے کہ دُنیا کا کوئی باقاعدہ مذہب
ایسا نہیں جس میں روزہ کا حکم نہ ملتا ہو
بلکہ ہر مذہب میں روزوں کا حکم موجود ہے۔
تورات میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ
علیہ السلام جب طور پر گئے تو انہوں نے
۴۰ دن رات کا روزہ رکھا۔ اور حضرت
مسیحؑ کے متعلق انجیل میں ذکر ہے کہ
آپ نے ۴۰ دن رات روزہ رکھا۔ بلکہ
حضرت مسیحؑ نے اپنے حواریوں کو روزہ
کے آداب بھی بتائے کہ ریاکاری سے
روزہ نہ رکھا کرو۔ بلکہ محض خدا کی خاطر
پوشیدگی سے روزہ رکھیں۔ انسائیکلوپیڈیا
میں ہندو اور جین مت کے روزوں کا
ذکر بھی کیا گیا ہے۔ اور زرتشتی مذہب
کے متعلق بھی لکھا ہے۔ کہ کنفیوشس نے
اپنے پیروؤں کو روزے رکھنے کی تلقین
کی تھی۔ بے شک ان روزوں کی شکلیں
مختلف تھیں۔ کہیں وصال کے روزے تھے
کہ متواتر آٹھ پہر کا روزہ رکھنا۔ کہیں
تین تین چار چار دن کے روزے تھے۔
کہیں ایسے روزے پائے جاتے ہیں جن
میں ہلکی غذا کھانے کی اجازت ہے جیسے
ہندوؤں یا عیسائیوں کے روزے ہیں۔
کہیں صرف گوشت نہ کھانے کا روزہ
ہے۔ الغرض روزوں کی مختلف شکلیں
مختلف قوموں اور مذہبوں میں نظر
آتی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت
سے قبل عربوں میں بھی روزہ رکھنے کا
رواج تھا چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ
عاشورہ یعنی دسویں محرم کا روزہ جاہلیت
میں قریش رکھا کرتے تھے۔ جب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو
آپؐ کو معلوم ہوا کہ یہود بھی دس محرم کو
روزہ رکھتے ہیں۔ آپؐ نے پوچھا یہ دسویں
محرم کو کیوں روزہ رکھتے ہیں تو بتایا گیا
کہ دس محرم کو موسیٰؑ نے فرعون سے نجات
پائی تھی اس لئے اس کے شکرانہ میں یہودی
روزہ رکھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہم مسلمان ان یہودیوں کی نسبت
حضرت موسیٰؑ سے زیادہ قریب ہیں۔ اور
اس کے زیادہ حقدار ہیں اس لئے اے
مسلمانو! تم بھی عاشورہ کا روزہ رکھا
کرو۔ بلکہ مدینہ تشریف لانے کے بعد جب
محرم آیا تو دسویں محرم کو حضورؐ نے دن
کے وقت مدینہ اور اس کے گرد و نواح
میں اعلان فرما دیا کہ جس نے آج صبح
طلوعِ فجر کے بعد کچھ کھایا پیا نہیں وہ
شام تک کچھ نہ کھائے۔ اور عاشورہ کا
روزہ مکمل کرے۔ اور جس نے کچھ کھا
پی لیا ہے وہ بعد میں یہ روزہ
رکھ لے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رمضان
کے فرض ہونے تک عاشورہ کا روزہ
مسلمانوں میں باقاعدگی سے رکھا گیا۔
رمضان فرض ہوا تو پہلے جیسی توجہ نہ
رہی۔ (بخاری و مسلم کتاب الصوم)

بقیہ صفحہ ۱۸ سے

محترم بھائی جان کی وفات پر ان کے گھر
نیز ہم سب بہن بھائیوں کے گھروں پر بہت سے
احباب تعزیت کے لئے تشریف لاتے رہے۔
اور یہ سلسلہ ابھی جاری ہے اسی طرح مختلف
ممالک سے بہت سے بہن بھائیوں نے خطوط
اور ٹیلیفونوں کے ذریعہ تعزیت کی ہے۔ میں
ان سب احباب کا اپنی طرف سے نیز اپنی
والدہ مسعودہ شمس صاحبہ بھابی جان محترمہ
کوکب منیرہ شمس صاحبہ ان کے بچوں اور اپنے
بھائیوں محترم منیر الدین شمس صاحب عزیزم
بشیر الدین شمس صاحب اور عزیزم ریاض الدین
شمس صاحب نیز اپنی ہمشیرگان محترمہ جمیلہ نسیم
صاحبہ وعزیزہ عقیلہ نوید صاحبہ کی طرف سے
شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان سب نے اس
عظیم صدمہ کے موقع پر ہمارے غم میں شریک
ہو کر ہماری ڈھارس بندھائی فجزاہم اللہ
احسن الجزاء۔

خاکسار انشاء اللہ محترم بھائی جان کے بارے
میں کچھ حالات تحریر کر کے ہدیہ قارئین کرنے کی
کوشش کرے گا و باللہ التوفیق۔

زکوۃ کی بابت استفسارات کے جوابات

دارالافتاء - ربوہ -

جس روپے پر انسان کو پورا مالکانہ تصرف حاصل ہو خواہ وہ اس کے قبضہ میں ہو یا کسی شخص یا ادارہ کے پاس بطور امانت رکھا ہوا ہو اس پر زکوۃ واجب ہوگی لیکن اگر پورا مالکانہ حق حاصل نہ ہو (مثلاً عورت کا مہر بذمہ خاوند) یا تصرف کا اختیار نہ ہو (جیسے رہن شدہ مال) تو اس پر زکوۃ واجب نہیں

جو روپیہ یا مال تجارتی کاروبار میں لگایا گیا ہو اس پر بھی زکوۃ واجب ہوتی ہے۔

اس اصول کی روشنی میں چٹھی میں مندرجہ اصناف کے متعلق وجوب زکوۃ کا حکم حسب ذیل ہوگا۔

۱- STOCKS / SHARES

اس پر زکوۃ واجب ہے کیونکہ یہ روپیہ حصول نفع کی خاطر تجارتی کاروبار میں لگایا گیا ہے۔

۲- BONDS

اس پر زکوۃ واجب نہیں کیونکہ یہ روپیہ مالک کے تصرف میں نہیں ہوتا

۳- PROVIDENT FUND (LUMPSUM)

جب تک وصول نہ ہو اس پر زکوۃ نہیں ہے کیونکہ اس پر ملازم کو تصرف کا اختیار نہیں ہوتا

۴،۵- SAVINGS/CHECKING ACCOUNTS

اس پر زکوۃ ہے کیونکہ حساب دار کو اس میں تصرف کا اختیار ہوتا ہے

۶- IRAS (INDIVIDUAL RETIREMENT ACCOUNTS)

اگر پراویڈنٹ فنڈ کی طرح اس میں کوئی تصرف کرنا حساب دار کے اختیار میں نہیں ہوتا تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ جب یہ رقم ملازم کو وصول ہو جائے اس کے بعد اس پر زکوۃ ہوگی۔

۷- HOUSES PLACED ON RENT WHILE STILL BEING PAID AS FOR AS MORTGAGE IS CONCERNED.

رہائشی یا کسی قسم کی عمارت پر زکوۃ نہیں اگر کرایہ پر ہے تو کرایہ میں سے اقساط قرض وضع

باقی صـ ۱۶ پر